السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

رشوت کی تعریف اور تشریح فرما کر یہ وضاحت کریں کہ کیا مجبوراً آدمی حصول کے لیے رشوت دے سکتا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ کا خط ملا گزارش ہے کہ رشوت کی معنی یہ ہے کہ:

''کسی شخص کو کچھ مال اس غرض سے دینا کہ وہ شخص امر باطل وناحق پر اس کی اعانت کرے اور اس غرض سے جو مال دے وہ راشی ہے اور جو مال لے وہ مرتشی ہے اور جو شخص دونوں کے درمیان اس لین دین کی بات چیت کرائے وہ رائش ہے اور حدیث میں ان تینوں شخصوں پر خدا کی لعنت آئی ہے اور امر حق کے حاصل کرنے کے لیے یا ظلم ظالم کے دفع کرنے کے لیے مال دینا رشوت نہیں ہے۔'' (فتاوی نذیریہ: ص ۲/۳۰ طبع قدیم)

لغت حدیث کی مشہور کتاب مجمع بحار الانوار میں بھی اس طرح لکھا ہے، چنانچہ اس کتاب کی عبارت جلد 2 صفحہ 329) طبع جدید سے مع ترجمہ ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

((الرشوة وفیه لعن اللہ الراشی أی من یعطیه الذی یعینه علی الباطل والمرتشی أی آخذہ والرائش "أی الساعی بینهما ومن یعطی توصلا إلی أخذ حق أو دفع ظلم فغیر داخل فیه وروی أن ابن مسعود رضی اللہ عنه أخذ بأرض الحبشة بشیء فأعطی دینارین حتی خلی سبیله "وروی عن جماعة من ائمة التابعین قالوا: لا بأس أن یدفع عن نفسه وماله إذا خاف الظلم))

''رشوت کے معنی ہیں باطل مال اور حدیث میں راشی وہ شخص ہے جو کسی دوسرے شخص کو کچھ مال اس لیے دیتا ہے کہ وہ اس کی باطل وناحق پر مدد کرے، اور مرتشی وہ شخص ہے جو اس طرح کا ناحق مال باطل پر اعانت کے لیے لیتا ہے، اور رائش یہ وہ شخص ہے جو ان دونوں شخصوں کے درمیان لین دین کی بات کرتا ہے، ان تینوں پر اللہ کی لعنت آئی ہے، جو آدمی کچھ مال دیتا ہے اس غرض سے کہ اس طرح وہ اپنا حق حاصل کرسکے یا اپنے سے ظلم کو دفع کرسکے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حبشہ کی زمین میں کسی معاملہ میں ناحق پکڑا گیا تو اس نے دو دینار دیئے تب ان کو چھوڑا گیا اور تابعین وائمہ کی ایک جماعت سے یہ روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اگر کوئی کچھ مال وغیرہ دے کر اپنی جان ومال سے ظلم دفع کرے جب انہیں خوف ہو کہ اگر وہ کچھ نہ دے گا تو اس کی جان یا مال کو نقصان پہنچے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جس روایت کی طرف مجمع بحار الانوار کی عبارت میں اشارہ ہے وہ ہم ذیل میں امام بیہقی کتاب السنن الکبری سے نقل کرتے ہیں۔

((باب: من اعطاها لیدفع بها عن نفسه او ماله ظلما او یاخذ بها حقا))

''یعنی یہ باب اس باب کے بیان میں ہے کہ اگر یہ رشوت کوئی دوسرے شخص کو دیتا ہے اس غرض کے لیے کہ اس طرح وہ اپنی جان ومال سے ظلم دفع کرے یا اپنا حق حاصل کریں تو اس کا کیا حکم ہے؟''

پھر اس باب کے تحت یہ روایتیں لائیں ہیں:

((أخبرنا ابو الحسین الفضل القطان ببغداد أنبا عبداللہ بن جعفر ثنا یعقوب بن سفیان ثنا زید بن المبارک الصنعانی وکان من الخیار قال ثنا وکیع ثنا ابو العمیس (ہو عتبة بن عبداللہ بن عتبة بن عبداللہ بن مسعود) عن القاسم بن عبدالرحمن عن ابن مسعود رضی اللہ عنه انه لما أتی ارض الحبشة أخذ بشیء فتعلق له فاعطی دینارین حتی خلی سبیله)) بیہقی کتاب آداب القاضی 'جلد ۱۰ 'صفحہ ۱۳۹۔

اس روایت کی سند کے متعلق بعد میں کچھ عرض کریں گے یہاں متن کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جب حبشہ کی زمین میں آیا تو کسی بات میں پکڑا گیا اور وہ ان سے چمٹ گئے (یعنی وہ آپ کو چھوڑ نہیں رہے تھے۔) حتی کہ انہوں نے دو دینار دیئے تب ان کی خلاصی ہوئی۔''

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں، لیکن قاسم بن عبدالرحمن جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کررہے ہیں وہ اگرچہ ثقہ ہے (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا پوتا بھی ہے) لیکن انہوں نے اپنے دادا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا لہذا یہ قرین قیاس ہے کہ انہوں نے یہ روایت اپنے والد عبدالرحمن سے سنی ہو اور انہوں نے اپنے والد ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور یہ چونکہ ان کے خاندان اور دادا کی بات ہے لہذا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ روایت انہوں (قاسم) نے ضرور اپنے والد عبدالرحمن سے سنی ہوگی۔ (واللہ اعلم)

پھر امام بیہقی دوسری روایت وہب بن منبہ تابعی سے ذکر کرتے ہیں:

(اخبرنا ابن الفضل انبا عبداللہ بن جعفر ثنا یعقوب بن سفیان ثنا زید (ہو ابن المبارک) ثنا عبدالملک بن عبدالرحمن عن محمد بن سعید ہو (ابن رمانة) عن ابیه (ہو سعید بن رمانة) عن وہب بن منبه قال: لیست الرشوة التی یاثم فیها صاحبها بان یرشع فیدفع عن ماله ودمه 'انما الرشوة التی یاثم فیها أن ترشوا لتعطی مالیس لک)) السنن الکبری: ج ۱۰ 'ص ۱۳۹۔

’’یعنی وہب بن منبہ (جوایک مشہورتابعی ہے) سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایاکہ: وہ رشوت جواس کادینے والااس کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے وہ یہ نہیں ‘‘

ہے جوآدمی اپنے خون ومال کے مدافعت میں دیتا ہے ہاں جس رشوت دینے سے آدمی آثم وگنہگار ہوگاوہ یہ ہے کہ تورشوت اسے اس لیے دے کہ تجھے وہ چیزوغیرہ مل جائے جوتیری نہیں یااس پر تیرا حق نہ ہو۔‘‘

اس روایت کی سند کے دوراوی محمد بن سعید بن رمانہ اوراس ے کے والدسعید بن رمانہ کاذکرفن رجال کی کتاب تہذیب التہذیب میں ملتا توہے، لیکن ان کے متعلق جرحاوتعدیلاکچھ نہیں لکھااورنہ ہی کسی دوسری کتاب سے کچھ مزیدپتہ چل سکا۔

بہرحال فتاوی نذیریہ کی عبارت سے آپ نے اندازہ لگالیا ہوگاکہ ان کے ہاں جومال اپنے حق کے حاصل کرنے یاظلم کے دفع کرنے کےلیے دیاجاتا ہے وہ رشوت ہی نہیں لیکن امام بیہقی کی رائے یہ ہے کہ یہ بھی رشوت ہے اس لیے باب میں یہ لکھا

’’من اعطاہا‘‘ اورہاکی ضمیررشوت کی طرف لوٹتی ہے جواس باب سے پہلے باب میں گذرچکی ہے لیکن اس طرح کی رشوت دینے والاگنہگارنہ ہوگااس طرح وہب بن منبہ کی عبارت بھی ظاہر ہے کہ یہ بھی رشوت ہے لیکن اس کادینے والاگنہگارنہ ہوگا۔

راقم الحروف کی تحقیق بھی یہ ہے یعنی آدمی اپنے حق حاصل کرنے کےلیے یااپنی جان ومال سے ظلم کی مدافعت کےلیے کچھ دیتا ہے تووہ رشوت توہے لیکن اس کے دینے والاآثم (گنہگار) نہ ہوگاکیونکہ وہ مجبورہے، البتہ لینے والاضرورگنہگارہوگاکیونکہ اس کے پاس اس مال کے لینے کاکوئی جواز نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

راقم الحروف کوجوکتاب وسنت کی روشنی میں جوکچھ سمجھ میں آیاوہ ذکرکردیاہے اگر صحیح ہے تومن عنداللہ سے ورنہ یہ میری غلطی ہے۔

قرآن کریم سورۃ الانعام میں ہے:

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ (الانعام:۱۱۹)

’’آخرکیاوجہ ہے کہ تم وہ چیزنہ کھاوجس پراللہ کانام لیاگیاہوحالانکہ جن چیزوں کااستعمال حالت اضطراب کے سوادوسری تمام حالتوں میں اللہ نے حرام کردیاہے ان کی تفصیل وہ تمہیں بتاچکاہے۔‘‘

اس آیت کریمہ سے معلوم ہواکہ جوچیزیں کتاب وسنت میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوچکی ہیں تووہ اشیاء یاامورحرام ہیں لیکن اضطراری اورمجبوری کی حالت میں مستثنی ہیں یعنی جوچیزیں ناجائزوحرام ہوں لیکن اگراضطراری یامجبوری یااستکراہ کی حالت ہوتوجائزہوجاتی ہیں لیکن اس کاجواب یہ مطلب نہیں کہ اب اس چیزکوبے تحاشاحلال سمجھ کرخوب کام میں لایاجائے بلکہ جتنی مقدارسے ہوگیاہے توپھرمزیداستعمال نہ کرے، اب رشوت جوایک مضطرومجبوری آدمی اپنے حق کے حصول کےلیے دیتا ہے تووہ اس دینے پر مجبورہے کیونکہ اگرنہیں دیتا تواس کاحق غضب ہوجاتا ہے لہذاایسی صورت میں دینے والاگنہگارنہ ہوگاہاں لینے والاآثم (گنہگار) ہوگا۔

اب ایک حدیث ملاحظہ کیجئے:

((عن ابن ابی ذرالغفاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تجاوزلی عن أمتی الخطاء والنسیان وما استکرہوا علیہ)) حدیث حسن رواہ ابن ماجۃ کتاب الطلاق 'باب طلاق المکرہ والناسی' رقم الحدیث: ۲۰۴۳.

’’حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے میری امت کی تین چیزوں سے درگزرفرمایاہے۔ (1) غلطی سے کوئی کام ہوجائے۔ (2) بھول کرکوئی کام کیاہو۔ (3) جس پروہ مجبورکردیاگیاہو۔‘‘

اس صحیح حدیث سے معلوم ہواکہ جوشخص کسی مجبوری یااستکراہ کی وجہ سے کسی کام کے کرنے پر مجبورہوگیاہے تواللہ تعالی اس سے درگذرفرماتا ہے۔

بہرحال اس حدیث سے بھی معلوم ہواکہ اگرمجبورہوکراپنے حق کے حصول کےلیے یااپنے اوپرظلم کے دفعیہ کےلیے رشوت دیتا ہے تووہ اس سے گنہگارنہیں ہوگا۔

یہاں یہ بات اچھی طرح سوچ لینی چاہئے کہ آیافی نفس الامراورواقعتادینے پر مجبورہے؟ اوراس کے علاوہ اس کے پاس اورکوئی چارہ نہیں ہے۔ اگراس کے سوااورکوئی جائزصورت ہے توپھررشوت ہرگزنہیں دینی چاہئے۔
ھذا ماعندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 463

محدث فتویٰ